اساتذہ کا طلبہ سے معاملہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد صاحب
(صدر و مہتمم جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد)

آنحضرت ﷺ نے طالب علم کے بے شمار فضائل بیان فرمائے ہیں۔ علماء کرام اور اساتذۂ عظام ان فضائل کو بیان بھی کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ ملائکہ علم دین سیکھنے والوں کا استقبال کرتے ہیں۔ ان کی آمد پر وہ اپنے پر زمین پر بچھا دیتے ہیں، جو طالب علمی کے دوران فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان صرف ایک درجے کا فرق ہوتا ہے۔ طالب علم کے اس قسم کے فضائل سب علماء کو یاد ہیں، لیکن عجیب بات ہے کہ دوسروں کو تو یہ ترغیب دی جائے کہ اس طبقے کے ان فضائل کو مانو اور خود ان کے ساتھ ایسا معاملہ اختیار کریں جس سے معلوم ہو کہ انہیں طلبہ کے ان فضائل کا اعتقاد نہیں یا استحضار نہیں۔

تمام اساتذہ و معلمین پر لازم ہے کہ احادیث میں طلبہ کے متعلق بیان کردہ فضائل کے مطابق ان کے مقام، مرتبہ اور فضیلت کو اپنے دل میں جگہ دیں اور ان کے منصب اور عظمت کا احساس دل میں تازہ رکھیں۔ گو عملاً لجاجت کا ایسا معاملہ طلبہ کے ساتھ مناسب نہیں ہے، جس سے ان کا دماغ خراب ہو جائے۔ ان کے تحفظ کے لیے ظاہرداری کم ہی کی جائے۔

حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم خلیفہ مجاز حضرت تھانویؒ اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ استاد کو چاہیے کہ طالب علم کو اپنے معاش اور معاد دونوں کا محسن سمجھے، واقعتاً یہ دونوں قسم کے محسن ہیں۔ معاش کے محسن تو یوں ہیں کہ مدرسہ میں جتنا بھی چندہ، نقود، بکرے، غلہ اور پھل وغیرہ آتے ہیں، انہیں کی وجہ سے آتے ہیں۔ اس مال میں سے اساتذہ و دیگر عملہ کو تنخواہیں دی جاتی ہیں۔ اگر کسی مدرسہ میں ساری دنیا کے فضلاء و مدرسین کو جمع کر دیا جائے اور ان میں طالب علم کوئی بھی نہ ہو تو قوم ہرگز ان کو رقوم اور فنڈ مہیا نہیں کرے گی۔ معلوم ہوا کہ منتظمین اور مدرسین کے معاش کا ذریعہ یہی طلبہ ہیں۔ معاد کے محسن یوں ہیں کہ ہماری علمی ترقی کا ذریعہ یہی بنتے ہیں۔ انہیں کی برکت سے ہم نے کتب خانہ سے کتابیں حاصل کیں۔ انہیں کے لیے طریقہ تعلیم سیکھا اور کتب کا مطالعہ کیا اور انہیں کے لیے تقریر کی شستگی ہوئی۔ اگر یہ مطالعہ ان کے لیے نہیں ہے تو پھر یہی اساتذہ چھٹیوں میں مطالعہ کیوں نہیں کرتے۔ اتنی طویل تعطیلات میں کسی ایک کتاب کا بھی مطالعہ نہیں کیا۔ یہ سارے کام انہیں طلبہ نے ہم سے کروائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ان کی مصاحبت نہ ہوتی تو شاید ہم باناز جماعت بھی نہ پڑھتے۔

محسن کو محسن سمجھنا یہ اعترافِ حقیقت ہے۔ البتہ ان کو محسن سمجھنے کا معاملہ حکیمانہ ہونا چاہیے۔ برتاؤ سے احسان شناسی ٹپکتی ہو، لیکن اس کا اظہار ایسے بھدے طریقہ سے نہ ہو کہ طلباء بے ادب اور گستاخ بن جائیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ مجھے ادب کرانے کی ضرورت نہیں ہے، تو نہ سہی، لیکن طالب علموں کو جو کچھ ملے گا وہ ادب ہی سے ملے گا۔ حصولِ علم کا ذریعہ ادب ہی ہے۔ اس لیے نہایت حکمت اور اعتدال کی ضرورت ہے۔ ان کا اعزاز ضرور کریں، لیکن ان کو علم سے محروم اور بے ادب نہ بننے دیں۔ یہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت کریں۔ مدرسہ میں جہاں اور انتظامات کیے جاتے ہیں، انتظام کی ایک مدیہ بھی ہونی چاہیے کہ ان کا پرسان حال کون ہوگا۔ اگر اجتماعی نظم ایسا نہ ہو تو آپ خود حکیمانہ انداز سے اس طرف توجہ کریں۔ ان کی پریشانیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ کسی وجہ سے دل کو شکستگی ہو تو دل گانٹھ دیں۔ پاؤں اکھڑ رہے ہوں تو ان کو جما دیں، علم سے محروم نہ ہونے دیں اور پست معیار پر بھی نہ رہنے دیں۔ غرض یہ کہ جو حسن سلوک بھی ممکن ہو آپ کر دیں۔ طلبہ کے حقوق میں یہ بھی داخل ہے کہ ان سے زیادہ بے تکلفی پیدا نہ کریں۔ شفقت فرض ہے اور بے تکلفی مضر ہے۔ استاد کی ہیبت کا محفوظ رہنا، بچوں کے سنوارنے میں بہت مفید ہے۔ شفقت سے کام لیے جا سکتے ہیں، ڈنڈا اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ اصل ہیبت تو علم و تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے۔ چونکہ حقیقی علم و تقویٰ ہم میں نہیں ہے۔ اس لیے حقیقی ہیبت بھی حاصل نہیں ہے۔ لہٰذا بے تکلف اسے اپنے اندر پیدا کریں اور طلباء کے ساتھ ہنسی مذاق کا شغل بالکل نہ کریں، ورنہ آپ کا تمام وقار اور رعب ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد یا تو طلبہ بے فیض رہیں گے یا آپ انہیں ڈنڈے لگائیں گے اور یہ دونوں چیزیں مضر ہیں۔